جلسہ کے ایام کو نیکی کی باتیں سننے اور اپنے ربّ کے حضور عجز وانکسار سے دُعائیں کرنے میں گزاریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ ر نومبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ جلسہ سالانہ کی ابتداء اور اس کی اغراض ومقاصد۔

☆ جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آنے کی کوشش کریں۔

☆ نوجوانان احمدیت اور اہالیان ربوہ جلسہ کے کام کے لئے اپنی خدمات پیش کریں۔

☆ ہزاروں برکتیں ہیں جو ہم اس جلسہ کے دنوں میں حاصل کرتے ہیں۔

☆ جلسہ کے دنوں میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کریں۔

تشہّد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں احباب کو جلسہ سالانہ کے فوائد اس کی برکات اور اس کے متعلق ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس جلسے کا ایک پس منظر ہے آج میں اس پس منظر پر اور جو جلسے اس وقت تک ہو چکے ہیں ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ انیسویں صدی کی دوسری چوتھائی میں ہندوستان میں ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی۔ جو ماحول مذہبی اور دینی نہ تھا لیکن اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ایک موجیں مارنے والے سمندر کی طرح جوش مار رہی تھی اور ایک جلا دینے والی آگ کی طرح اس کے دل میں بھڑک رہی تھی۔ مگر دنیا اس سے واقف نہ تھی۔ اس کا خاندان (جو ایک رئیس خاندان تھا) اسے دنیوی لحاظ سے ایک نکما وجود سمجھتا تھا۔ ان کے نزدیک نہ یہ دنیا کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا تھا اور نہ خاندان کی عزت قائم رکھ سکتا تھا۔ اس لئے وہ اس سے کلیۃً لاپرواہی برتا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑے اس کے کھانے کیلئے رکھ دیئے جاتے تھے جیسا کہ خود اس پاک وجود نے فرمایا۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِیْ

(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۵۹۶)

کہ اس زمانہ میں دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑے مجھے کھانے کیلئے دیئے جاتے تھے۔ پس گھر والے بھی اس کو نہ پہچانتے تھے۔ وہ وجود اپنے خاندان سے بھی اوجھل اور پوشیدہ تھا۔ پھر جب ہم علاقہ کو دیکھتے ہیں تو اس میں اس مقدس وجود کا خاندان ایک رئیس خاندان تھا جو رؤسا اس پاک وجود کے والد کی ملاقات کیلئے آتے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کا کوئی صاحبزادہ مرزا غلام احمد

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام سے بھی موسوم ہے۔ وہ ان کا متعارف نہیں تھا اور وہ اس سے متعارف نہیں تھے۔

پھر جس قصبہ میں وہ پاک وجود پیدا ہوا وہ قصبہ بھی غیر معروف تھا۔ اس قصبہ میں دنیا کو کوئی خوبی نظر نہ آتی تھی۔ دور کی دنیا تو کیا خود اس ملک کی نگاہ سے بھی قادیان اوجھل اور چھپا ہوا تھا۔

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اس پس منظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان ہزاروں لاکھوں خدمت گزاروں میں سے جو آستانۂ الوہیت پر پڑے رہتے تھے اس پاک وجود کو غلبۂ اسلام کے لئے اور اپنی قدرت کی زندہ تجلیات کے لئے چنا اور علاوہ اور بشارتوں کے اسے ایک یہ بشارت بھی دی کہ ہم تجھے کثیر جماعت دیں گے، دنیا تیری مخالفت کرے گی، تجھے مٹانے کے درپے ہو جائے گی۔ ہر تدبیر اور ہر حربہ اختیار کیا جائے گا کہ تو مغلوب ہو جائے ناکام رہے۔ لیکن ہم تجھ سے یہ وعدہ کرتے ہیں اور تجھے بشارت دیتے ہیں کہ غلبہ آخر کار تجھ ہی کو حاصل ہوگا اور مخلصین اور فدائیوں کی ایک کثیر جماعت تجھے عطا کی جائے گی۔

ان بشارتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر پورا توکّل اور بھروسہ رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کام شروع کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اور چونکہ خدا تعالیٰ ایک بڑی باوفا ہستی ہے۔ اس لئے اس نے بھی اُسی طرح آپ سے وفا کی جس طرح آپ اس سے وفا کر رہے تھے۔ یہ کثیر اور ہر دم بڑھتی ہوئی جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی۔ اس کے معلوم کرنے کا ایک پیمانہ ہمارا جلسہ سالانہ ہے۔ جس کی ابتدا یوں ہوئی ہے کہ ۱۸۹۱ء میں بعض دینی امور کے متعلق مشورہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض احباب جماعت کو قادیان بلایا۔ اس طرح اس جلسۂ مشاورت میں ۷۵ احباب شامل ہوئے۔ لیکن اس مشاورتی مجلس کے دوران ہی اس جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھ دی گئی اور ابتدا کر دی گئی جو جلسہ کہ ہم ہر سال اپنے مرکز میں ہوتا دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اس مجلس مشاورت کے تین دن بعد یعنی ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار اطلاع شائع فرمایا (جو حضور علیہ السلام کی کتاب آسمانی فیصلہ کے آخر میں بھی درج ہے) اس میں حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا ان الفاظ میں اشتہار دیا۔

فرمایا:-

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ ر دسمبر سے ۲۹ ر دسمبر تک قرار پائے۔یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ ر دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے۔اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال

میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں۔ جن میں سفر کرنا اپنی حدِّ اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے''۔ آمین ثم آمین

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۳)

پھر جب جلسہ کے ایام قریب آئے تو دسمبر ۱۸۹۲ء کے شروع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احباب جماعت کو ان الفاظ میں توجہ دلائی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے کہ اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں چنانچہ انہی دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم، کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔

سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔

سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے

اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآنی روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس اُمت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کردے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا، وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی، وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم وغم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد و العطاء!!! اور رحیم اور مشکل کشا!!! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین

والسلام علی من اتبع الھدی

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان

(اشتہار ۷ رد سمبر ۱۸۹۲ء مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان۔ مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲)

ان مبارک اور دعاؤں بھرے الفاظ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کی ابتدا کی اور خدا تعالیٰ کا فعل یہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کچھ بتایا تھا وہ اپنے وقت پر پورا ہوا اور جب ہم گذشتہ جلسوں کی حاضری پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ایک ابتلاء کے سال کے کوئی جلسہ ایسا نہیں گزرا جس میں، آنے والوں کی تعداد۔ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی تعداد، ان برکتوں اور رحمتوں اور فضلوں سے حصہ پانے والوں کی تعداد جو فضل اور رحمت اور برکت اللہ تعالیٰ نے جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کے لئے مقدر کر رکھی ہے بڑھتی نہ چلی گئی ہو۔

البتہ میں نے بتایا ہے کہ ایک سال چھوٹے سے ابتلاء کا دور جماعت پر ضرور آیا۔ اس سے بھی آج ہمیں سبق لینے کی ضرورت ہے۔

دیکھئے پہلے جلسہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشاورت کے لئے منعقد فرمایا تھا ۷۵ احباب شریک ہوئے اور پھر یہ تعداد ان تمام مخالفتوں کے باوجود اور ان تمام کوششوں کے باوجود جو جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے مخالف کرتے رہے سال بسال بڑھتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو آخری جلسہ ۱۹۰۷ء میں ہوا اس میں بدر ۹؍جنوری ۱۹۰۸ء کے مطابق حاضرین کی تعداد تین ہزار تھی۔

اب اگلے جلسہ سے ابتلاء کا دور شروع ہوا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں جو پہلا جلسہ ہوا۔ یا یوں کہیئے کہ خلافت اُولیٰ کے زمانہ کا پہلا جلسہ اس میں یہ تعداد گر کر دو ہزار پانچ سَو (۲۵۰۰) پر آ گئی۔ کچھ تو شاید اس وجہ سے کمی ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر بہت سے لوگ دیوانہ وار قادیان کی طرف دوڑے۔ ممکن ہے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہو کہ ہم نے اس سال قادیان کی زیارت تو کر ہی لی ہے دوبارہ جانے کی ضرورت نہیں۔

کچھ شاید اس لئے کمی ہوئی ہو کہ بعض لوگ دوبارہ سفر کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کمی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بعض لوگوں نے جماعت کے ایک حصہ میں یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ مرکز کے ساتھ وابستگی (چونکہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ نہیں رہے صرف خلافت ہی ہے) ضروری نہیں رہی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے سارے عرصہ میں استحکام جماعت کی طرف ہی ساری توجہ دینی پڑی کیونکہ جماعت کو سنبھالنا بہت ضروری تھا۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کا ایک سیلاب اُمڈ آیا تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں بھی بعض کمزوریاں ظاہر ہونے لگی تھیں۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری توجہ اور کوشش اور ساری جدوجہد یہی رہی کہ جماعت کو سنبھالا جائے اور جماعت کا استحکام مضبوط کیا جائے اور اس امر کا ثبوت ہمیں جلسوں کی تعداد سے ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو آخری جلسہ ۱۹۱۳ء میں ہوا اس میں الفضل ۳۱؍دسمبر ۱۹۱۳ء کے مطابق حاضرین کی تعداد پھر تین ہزار تک پہنچ گئی گویا حضور رضی اللہ عنہ نے جو استحکامِ جماعت کی طرف توجہ دی اس کا نتیجہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کے آخری

جلسہ میں بھی حاضری ۱۹۰۷ء کے جلسہ کی تعداد تک پہنچ گئی۔ گویا وہ کمزوریاں اور خامیاں جو اس وقت حضور رضی اللہ عنہ کی دوربین اور باریک بین نگاہ دیکھ رہی تھی انہیں حضور (حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ) دور کرنے میں کامیاب ہو گئے اور جماعت کو پھر سے مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا اور پھر جلسہ میں حاضری کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کے فضلوں کا ایک دھارا تھا جو ۱۹۱۴ء سے بہنا شروع ہوا اور جماعت کو کہیں سے اٹھا کر کہیں تک لے گیا۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء کا جلسہ جو خلافت ثانیہ کا پہلا جلسہ تھا اس میں حاضری کی تعداد گری نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھی حالانکہ یہ جلسہ ایسے وقت میں منعقد ہوا جبکہ ایک گروہ جماعت سے علیحدہ ہو گیا تھا، خلافت کا منکر ہو چکا تھا۔ یہ جلسہ ایسے وقت میں ہوا جبکہ سینکڑوں آدمی خلافت سے منحرف ہو کر خلافت کی تنظیم سے باہر نکل چکے تھے۔

بظاہر ۱۹۱۴ء کے جلسہ کی حاضری کم ہو جانی چاہئے تھی لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ یہ تعداد گری نہیں بلکہ بڑھی۔ چنانچہ الفضل ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء کی رپورٹ کے مطابق اس جلسہ میں ۳۲۵۰ مہمان باہر سے شامل ہوئے۔ اس طرح اڑھائی سَو کی حاضری زیادہ ہوئی۔ اڑھائی سَو کی اس زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ ان نامساعد حالات میں بھی ۹ فیصدی کا اضافہ ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے آخری جلسہ ۱۹۶۴ء میں حاضری کا اندازہ ۸۰ ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان کا ہے۔ یعنی بعض لوگوں کا تو خیال ہے کہ اس جلسہ پر حاضری ایک لاکھ تھی اور غالباً اخبار میں بھی یہی چھپا ہے لیکن بعض لوگ جو کنزرویٹو خیال کے ہیں یعنی بہت محتاط اندازہ لگانے والے ہیں، وہ مردوں اور عورتوں کی حاضری کا اندازہ ۸۰ ہزار بتاتے ہیں۔

پس خلافت ثانیہ کے زمانہ میں جماعت نے جو ترقی کی اس سے وہ بشارتیں پوری ہوئیں جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تھیں۔ ایک سرسری اور طائرانہ نظر آپ تمام گزشتہ جلسوں پر ڈالیں تو آپ کے سامنے گراف کی شکل میں ایک تصویر آ جاتی ہے کہ کس طرح یہ جماعت چھوٹی سی بلندی سے تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتی گئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اندازہ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ۳۵ ہزار اور ۴۵ ہزار کے درمیان دوست باہر سے ربوہ تشریف لائے تا کہ حضور رضی اللہ عنہ

کا دیدار کر سکیں اور جنازے میں شامل ہو سکیں۔اس طرح ایک بڑا مالی بار جماعت کے کندھوں پر پڑا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر، مسیح موعودؑ کے مشن کی کامیابی کی خاطر اور الٰہی برکات کے حصول کی خاطر جن کے ہمیں وعدے دئے گئے ہیں ہمیں اپنے مالوں کو بہرحال قربان کرنا پڑے گا کیونکہ مومن اپنے کو خدا کے فضلوں سے محروم کرنا ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اس لئے میں تمام احباب جماعت کو درد بھرے دل کے ساتھ نہایت محبت اور پیار کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ آئندہ جلسہ سالانہ پر پہلے کی نسبت زیادہ تعداد میں آئیں تا دنیا بھی یہ دیکھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش کردہ بشارات کے پورا ہونے میں کوئی وقفہ نہیں ہوا اور یہ جماعت خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے کچھ اس طرح تیار کی ہے کہ وہ ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اس کی زندگی کا ایک منٹ بھی ایسا گزرے جس میں اس نے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو جذب نہ کیا ہو اور تا دنیا مشاہدہ کرے کہ ہر قسم کی رحمتیں، ہر قسم کے فضل اور ہر قسم کی بشارتیں، دین کے لئے اور دنیا کے لئے اس جماعت کو دی گئی ہیں۔پس ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک بشارت سے ہم وافر حصہ لینے والے ہوں اور اس میں شک نہیں کہ اس کے لئے آپ کو اس سال زیادہ مالی قربانی دینی پڑے گی لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مالی قربانی کئے بغیر آپ ان فضلوں کے وارث بھی نہیں بن سکتے جن فضلوں کا وارث آپ کو خدا تعالیٰ بنانا چاہتا ہے۔وہ دن قریب ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو خارق عادت طور پر ترقی بخشے گا اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس میں شامل ہوں گے لیکن ان دنوں کو قریب تر لانے کے لئے ہمیں بھی بہت کچھ قربانیاں دینی ہوں گی۔

جب قربانی کا لفظ منہ سے نکلتا ہے تو شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ خدا سے ہمیں ملا اس میں سے ایک حصہ کو پھر اسی کی طرف واپس لوٹا دینے کو ہم کس منہ سے قربانی کہہ سکتے ہیں؟

بہرحال جو کچھ اس نے ہمیں دیا ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہئے کہ اس کے حضور ہم واپس کر دیں اور اس کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کر دیں۔اپنے اوقات عزیزہ کو بھی، اپنے مالوں کو بھی، اپنی دلچسپیوں اور خواہشات کو بھی اور، اپنے آراموں کو بھی، تا ہم اس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنیں۔اوّل تو تمام جماعت کو جو اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے آج میں یہ پیغام دیتا ہوں کہ خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے آپ اپنے سالانہ جلسہ پر ضرور آئیں۔جہاں تک ممکن ہو اور جہاں تک

اللہ تعالیٰ آپ کو طاقت اور استطاعت بخشے آپ اس میں شمولیت کی کوشش کریں۔

دوسرے میں ان احباب جماعت کی خدمت میں جو ربوہ سے باہر رہتے ہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب جلسہ کے ایام میں مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے کام اتنا بڑھ جاتا ہے کہ صرف ربوہ کے رضا کار اس تمام کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتے۔

اس لئے اے نوجوانانِ احمدیت! اے خدام الاحمدیہ!! جلسہ کے کام کیلئے اپنی خدمات پیش کرو اور بطور رضا کار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرو۔ ان دنوں میں دراصل کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کون میزبان اور کون مہمان ہے۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہم سب ہی مہمان ہیں اور ہمارا میزبان خدا کا وہ مسیحؑ ہے جس نے اس لنگر کو جاری کیا جہاں خدا کے فرشتوں کی لائی ہوئی روٹی تقسیم ہوتی ہے۔

اہالیان ربوہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے جو طاقت رکھتے ہوئے بھی اپنی خدمات کو رضا کارانہ طور پر پیش نہ کرے۔ بے شک بعض مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ پس جہاں تک جائز مجبوریوں اور ضرورتوں کا تعلق ہے کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے اور باوجودیکہ آپ ان مجبوریوں کی وجہ سے اس خدمت سے محروم ہو جائیں پھر بھی وہ اپنے فضلوں میں آپ کو برابر کا شریک ٹھہرالے۔ لیکن جن کو کوئی مجبوری نہیں ان میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ جلسہ کے لئے اپنی خدمات کو پیش کرے۔

اپنی جماعت میں جذبۂ خدمت کے ایسے نظارے میں بچپن سے دیکھتا آیا ہوں کہ دنیا میں کم نظر آتے ہیں اور ہر احمدی کے لئے قابل فخر ہیں ان میں سے اس وقت میں ایک بیان کر دیتا ہوں۔ میں ابھی بچہ ہی تھا اور افسر جلسہ سالانہ کے دفتر میں بطور معاون کام کر رہا تھا۔ ایک دن عشاء کے بعد حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے جو افسر جلسہ سالانہ تھے مجھے فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ کے کمروں میں جہاں جہاں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے جا کر دیکھو کہ کوئی مہمان بھوکا تو نہیں رہا۔ چنانچہ میں نے چکر لگایا اور ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ ابھی وہ دروازہ تھوڑا سا ہی کھلا تھا کہ میں نے اندر ایک عجیب واقعہ ہوتے دیکھا۔

بات یہ تھی کہ اس شام کو معاونین جلسہ کے لئے چائے تقسیم کی گئی تھی۔ اس کمرے کا معاون ایک آبخورے میں چائے لے کر جب اس کمرے میں پہنچا تھا تو اس کمرے میں ایک مہمان بیمار پڑے تھے اور ان کو سردی لگ رہی تھی۔ ان کو یہ علم نہ تھا کہ یہ معاون اپنے لئے چائے لایا ہے چونکہ وہ بیمار تھے اور

اُنہیں سردی لگ رہی تھی انہوں نے دیکھتے ہی اس لڑکے کو کہا کہ یہ چائے کیا تم میرے لئے لائے ہو؟ ؟ وہ لڑکا چھوٹا ہی تھا شاید مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں پڑھتا تھا لیکن اس لڑکے کے چہرہ پر ذرہ بھر ایسا اثر نہ تھا۔ جو اس مہمان کو شرمندہ کرنے والا ہو۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے کہا ہاں آپ کو سردی لگ رہی ہے یہ چائے آپ کے لئے ہے۔

تو اس قسم کا جذبہ بڑا قابل قدر اور قیمتی ہوتا ہے۔ چائے کا ایک آبخورہ دے دینا کوئی چیز نہیں۔ لیکن جس رنگ میں اس نے اس آبخورے کو پیش کیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو ایسا پیارا لگا اور پسند آیا کہ وہ بچہ خدا تعالیٰ کی محبت کا وارث ٹھہر گیا۔ حالانکہ اس کا یہ فعل بظاہر ایک معمولی سا فعل تھا۔ لیکن اس نے صرف وہ چائے پیش نہیں کی بلکہ ایسے خوبصورت رنگ میں پیش کی کہ مہمان کو محسوس بھی نہیں ہوا کہ یہ چائے دراصل اس کی ہے اور وہ مجھے دے رہا ہے۔

ہزاروں ایسے واقعات جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہوتے ہیں اور اس طرح ہزاروں برکتیں ہیں جو ہم اس جلسہ کے دنوں میں حاصل کرتے ہیں اور ہزاروں فضل ہیں جو اللہ تعالیٰ ان ایام میں ہم پر نازل فرماتا ہے، تو ربوہ کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنی خدمات پیش نہ کرے۔

پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مہمانوں کے بکثرت آنے کی بشارت ملی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک کثیر جماعت عطا کروں گا اور جماعت کو اتنی برکت دوں گا کہ وہ تمام دنیا پر چھا جائے گی اور انسانوں کی بھاری اکثریت احمدیت میں داخل ہو جائے گی اور جو باہر رہیں گے ان کی حالت ویسی ہی ہوگی جیسے کہ ان قوموں کی ہے۔ جو یونہی پھرتی نظر آتی ہیں اور بنی نوع انسان ان کی کچھ قدر نہیں کرتے، کوئی عزت نہیں کرتے، یعنی روئے زمین پر احمدی ہی احمدی ہوں گے اور بہت کم لوگ محروم رہیں گے۔

ان بشارات میں دو چیزوں کی طرف صاف طور پر اشارہ کیا گیا ہے جو ہمارے ایمان کو ترقی دینے والی ہیں۔ اوّل تو یہ فرمایا یَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۲) کہ لوگ اتنی کثرت سے آئیں گے کہ راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے یعنی مرکز احمدیت کے گرد جو سڑکیں ہوں گی وہ ہمیشہ بمپی (Bumpy) رہیں گی، جھٹکے دیا کریں گی کثرتِ ہجوم کی وجہ سے وہ کبھی ایک حالت

پر نہ رکھی جا سکیں گی۔ اور دوسری یہ کہ جو لوگ آئیں گے۔ آخر انہوں نے کہیں ٹھہرنا بھی ہے۔ تو ایک مستقل حکم یہ بھی دیا وَسِّعْ مَكَانَكَ کہ اپنے گھروں میں فراخی پیدا کرو انہیں بڑھاؤ بلکہ زیادہ گھر بناؤ۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ زیادہ کمرے بنوائیں۔

اب یہ ہماری مرضی پر منحصر ہے کہ اگر ہم چاہیں تو گھر بناتے وقت یہ نیت کر لیں کہ ہم اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یہ گھر بنا رہے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اپنے ربّ سے یہ کہیں کہ اے خدا!!! ہماری ضرورتوں کا کیا ہے وہ تو بے گھر رہ کر بھی ہم پوری کر سکتے ہیں۔ ہم یہ گھر صرف اس نیت سے بنا رہے ہیں کہ تیرے مسیح کے مہمانوں نے یہاں آنا ہے۔ اور تیرا یہ حکم ہے۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ اس طرح کہنے سے آپ کا مکان بھی بن جائے گا۔ اور ساتھ ہی آپ خدا کے فضل کے وارث بھی بن جائیں گے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وہ گھر بھی برکتوں والے بن جائیں گے۔ وہ برکت ان میں اسی لئے ڈالی جائے گی کہ وہ وَسِّعْ مَكَانَكَ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۲) کے حکم کے مطابق بنائے جائیں گے۔ صرف اپنے دنیوی آرام کی خاطر نہیں بنائے جائیں گے۔ اگر ہم اس نیت سے مکان بناتے ہیں تو میں اپنے بھائیوں سے کہوں گا کہ اپنی ضروریات اور اپنے ذاتی مہمانوں کی ضروریات سے کچھ حصہ بچا کر جلسہ کے لئے منتظمین کو دیدیں کیونکہ اس کے بغیر خدا کے مسیح کے مہمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

پھر میں یہاں کے رہنے والوں اور باہر سے آنے والوں کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہم جس پاک وجود کی طرف منسوب ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے اسے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو وہ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ سو ویسے تو یہ ہماری زندگی کا شعار ہونا چاہئے لیکن جلسہ کے دنوں میں ہمیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم اپنے اوقات کو ضائع کرنے والے نہ ہوں اور ہمارا ایک لحظہ بھی ضائع نہ ہو۔ نیکی کی باتیں غور سے سنیں۔ دعاؤں میں مشغول رہیں اپنے ربّ کے حضور جھکتے ہوئے عجز و انکساری سے ان ایام کو گزاریں۔ اپنے لئے اپنوں کے لئے دنیا میں بسنے والے احمدیوں کے لئے اور اس انسانیت کے لئے جو احمدیت سے محروم ہے۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے اور اپنے قرب کی راہیں ہم سب کے لئے کھول دے تا وہ جو ابھی اس نعمت سے محروم ہیں اس کے محمد ﷺ کو پہچانیں اور اس کے مسیحؑ کو شناخت کریں۔ جو اس زمانہ میں انسانیت کو شیطان اور ابلیس کے حملوں سے

بچانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تا تمام دنیا آستانہ الٰہی پر جھکنے والی بن جائے ہر دل سے خدا کی حمد کے ترانے نکلیں اور ہر زبان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود جاری ہو اور ہر آنکھ سے ہر دیکھنے والے کو مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کی برکت نظر آئے اور ہر چہرہ پر اثرات سجود چمکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(مطبوعہ روزنامہ الفضل ۸ ؍دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۱ تا ۵)

☆......☆......☆